بے نظیر شناور اپنے "کارواں" کو عین اسوقت چھوڑ کر چل بسا، جبکہ اپنی "متاعِ" گرانمایہ کے زیاں کا احساس اس کارواں کو ہو چلا تھا۔ جس کا ماتم اقبال نے یوں کیا تھا ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا + کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اس حقیقت کو کون نہیں جانتا کہ موت سے رہائی ممکن نہیں۔ خوابِ حیات کی آخری تعبیر یہی ہے۔ خود اقبال نے کہا ہے ؎

زندگی انساں کی ہے مانند مرغِ خوش نوا — شاخ پر بیٹھا کوئی دم، چہچہایا، اُڑ گیا
آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے — زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے

موت ہر شاہ و گدا کے خواب کی تعبیر ہے
اس ستمگر کا ستم انصاف کی تصویر ہے

پس رونا اس کا نہیں کہ اقبال ہم میں نہیں رہا۔ غم اس کا ہے کہ اقبال کا جانشین کوئی نظر نہیں آتا۔ اقبال نے اگر بوڑھوں کو حسن تدبیر سے کام لینے کی دعوت دی، تو نوجوانوں کی رگوں میں بہنے والے گرم خون کو بھی سرگرم عمل ہونے کی تلقین کی۔ اس نے اگر تن پرور مولویوں کو یہ طعنہ دیا کہ ؎

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت + ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

تو مغرب زدہ لیڈروں پر بھی یہ تعریض کی ؎

سوال مے نہ کروں ساقیٔ فرنگ سے میں — کہ یہ طریقۂ رندانِ پاکباز نہیں

الغرض اب نہ اقبال جیسا کوئی حقیقی رہنما ہے۔ اور نہ اس جیسا سچا مفکر، اب تو کہیں لیڈریت کی ہوس ہے، تو کہیں امامت کا خواب، ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں + کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ، اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَبْرَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔ اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ۔ اللھم آمین (مدیر)

بقیہ صفحہ ۱۹ از **سرور دو عالم کی مدنی زندگی**۔ جب آپ نے یہ سنا تو تمام صحابہ کو ایک درخت کے نیچے جمع کر کے جان نثاری پر بیعت لیتے ہیں تمام اصحاب شوق سے بیعت کرتے ہیں۔ اور اس بیعت کا نام بیعت الرضوان ہوا۔ اور اسی کا تذکرہ قرآن پاک نے یوں کیا لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیہ آخر کفار مکہ نے مسلمانوں کی ہیبت میں آکر سہیل بن عمرو کو صلح کیلئے بھیجا اس نے آکر نہایت سختی سے صلحنامہ لکھا جس میں بظاہر مسلمانوں کی کمزوری معلوم ہوتی تھی مسلمان بھی جھنجھلا رہے تھے مگر حضور تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سب میں خدا کے حکم سے کر رہا ہوں مسلمان اسدفعہ مکہ میں داخل نہ ہو سکے اور ان کو واپس مدینہ جانا پڑا مگر اس سے اسلام کا بہت بڑا فائدہ ہوا کثرت سے لوگ حلقہ اسلام میں آنے لگے۔ اسی کے متعلق اللہ فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا مسلمانو اس صلح میں اپنی پستی نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہاری سب سے بڑی فتح ہے۔

قرآن اور توحید باریتعالیٰ

(۲)

(از مولوی عبدالقیوم صاحب بستوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

وہ خدا جس کا جلوہ مشرق و مغرب شمال و جنوب میں پھیلا ہوا ہے وہ خدا جس کے آگے دریا پہاڑ جنگل سورج چاند سیارے زمین و آسمان پانی ہوا شجر و حجر ناطق اور غیر ناطق سربسجود ہیں۔ وہ خدا جس کا ابر کرم مومن کافر دوست و دشمن سب پر برستا ہے۔ وہ خدا جو جسکو چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلت دے جسکو چاہے ثریا پر بٹھائے جسکو چاہے تحت الثریٰ تک پہنچائے جس کو چاہے ملک دے جسکو چاہے فقر دے اس کے ہاتھ میں ساری کائنات ہے اس کے علم سے ایک ذرہ بھی باہر نہیں اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اے پروردگار شہنشاہوں کے شہنشاہ تو جس کو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسکو چاہے عزت دے جسکو چاہے ذلت دے تیرے قبضہ قدرت میں سب بھلائیاں ہیں تو یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

قرآن نے خدائیتعالیٰ کی عظمت کو کیسے کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ (قصص) ساری چیزوں کو فنا ہے بجز اس کی ذات کے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (مومن ۷) اس کی مثال نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تیسری جگہ ہے یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ زمین و آسمان ہر ایک کے باشندے اسکی تسبیح بیان کرتے ہیں وہ باری تعالیٰ جس کے سامنے رسالت کی کوئی حقیقت نہیں وہ خدا جس کے بارے میں ابوبکر صدیق نے فرمایا من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ اور توحید و رسالت میں زمین و آسمان کا فرق بتایا۔ وہ خدا جس کی صفت اس آیت میں بیان کی گئی ہے اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ زندہ ہے اسکو اونگھ و نیند کچھ بھی نہیں محسوس ہوتی؟

پھر ان نفوس کو کیا ہوا جو پیپلوں اور بتوں کی طرف اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود سجدہ ریز ہیں پس اے افسوس اس انسان کیلئے جسکو خلیفہ بنا کر بھیجا گیا جس پر فرشتوں نے رشک کیا وہ غیر خدا اپنے سے ادنیٰ مخلوق کی طرف سجدہ کرتا ہے اور اسکی تعظیم میں دریغ نہیں کرتا۔ فقاتلھم اللہ انی یوفکون۔

یوں تو سارے انبیائے کرام دنیا میں توحید پھیلانے کیلئے آئے لیکن انھوں نے اسلام کی طرح توحید نہ پھیلائی اسلام ہی ہے جسکو توحید کی تکمیل کا شرف حاصل ہوا اور جس نے شرک کی ہر نوعیت کا ابطال کیا

عبادت میں شریک ٹھیرانا - اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت جو خلوص اور نیک نیتی سے نہیں کرتا وہ بھی مشرک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صام یرائی فقد اشرک ومن صلی یرائی فقد اشرک ومن تصدق

یرائی نقد اشرک۔ یعنی جس نے روزہ یا نماز یا صدقہ ریا اور سمع کیلئے کیا تو وہ یقیناً مشرک ہے اس شہرت طلبی کا یہ نتیجہ ہوگا کہ قیامت کے دن خدائے ذوالجلال کے سامنے پیش ہوگا اور خدا اس سے ...... استفسار کریگا کہ دنیا میں تونے کیا کیا کام کیا اسوقت میں وہ گنانے لگے گا اور کہیگا میں نے تیری خاطر جان دیدی تیری رضا کیلئے لوگوں کو علم سکھایا اور قرآن پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ اسوقت فرمائیگا کہ تونے یہ سب محض نام کیلئے کیا تھا پھر اسے گھسیٹ کر جہنم میں دھکیل دیا جائیگا پس جسکو خدائے تعالیٰ کے پاس سے انعامات حاصل کرنے ہوں اسے چاہئے کہ اس آیت کا مصداق بنے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا۔ جسے خدائے پاک سے ملاقات کی امید ہے اسکو چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھیرائے۔ آنحضور نے اسوجہ سے ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے جس میں صاف مذکور ہے ایاك نعبد وایاك نستعین ہم خاص تیری ہی عبات کرتے ہیں اور خاص تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ لیکن اگر ماسوی اللہ کسی دوسرے کی پرستش اور پوجا کی جائے تو وہ سارے شرکوں سے بڑھکر ہے۔ بعثت سے قبل کفار عام طور سے سورج چاند کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس عقیدہ کے اب بھی بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں قرآن نے اس سے منع کیا لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (حٰم سجدہ) سورج اور چاند کو مت سجدہ کرو (بلکہ) اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ماسوی اللہ کو سجدہ کرنا مطلقاً حرام ہے اور اس کی یہ علت بھی بتادی گئی کہ خالق کے ہوتے ہوئے مخلوق کو کیسے سجدہ کیا جاسکتا ہے اگرچہ حضرت آدم کو فرشتوں نے، حضرت یوسف کو یعقوب اور ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا لیکن اسلام چونکہ ادیان سابقہ کیلئے ناسخ بن کر آیا ہے اس لئے اس سے حجت پکڑنا کم علمی کی دلیل ہے بلکہ ماسوی اللہ کو سجدہ مطلق حرام ہے نہ عبودیت کے لحاظ سے اور نہ تعظیم لحاظ سے دوسرے یہ کہ اسلام میں چونکہ توحید کو انتہائے کمال کو پہنچا یا گیا ہے اسلئے سجدہ تعظیمی بھی ممنوع قرار دیا۔ اور حضور فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو اپنے شوہروں کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ماسوی اللہ سجدہ کرنا مطلقاً حرام ہے۔ الغرض عبادت محض خدا کیلئے ہونی چاہئے اور اسی کی تابعداری کرنی چاہئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام زندان مصائب میں گرفتار ہونے کے باوجود خدا کی توحید لوگوں تک پہنچاتے ہیں يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اے قید خانہ کے ساتھیو کیا جدا جدا معبود بہتر ہیں یا اللہ اکیلا اور زبردست نہیں عبادت کرتے تم سوائے اس کے مگر ایسے ناموں کی جن کو تم اور تمہارے آبا نے گڑھ لیا ہے اللہ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری حکم صرف خدا ہی کیلئے ہے اس نے حکم کیا کہ تم سوائے اس کے کسی کی پوجا مت کرو۔ یہ ہے سیدھا طریقہ لیکن اکثر عقل کے مارے نہیں جانتے۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو بے بس

اور لاچار ہیں پھر تمہارا مقصد کیسے پورا کر سکتے ہیں جب یہ نہیں تو وہ ذات جس نے سارے جہان کو پیدا کیا اسی کی عبادت کرو اور اسی کے آگے گریہ وزاری کرو۔ اس آیت میں اندھی تقلید سے روکا گیا ہے۔ توحید ہی ہے جس کے متعلق حضورؐ کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا اور توحید کی ساری دنیا منکر ہو جائے گی اسوقت قیامت آپہنچے گی۔ لاتقوم الساعۃ حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصہ۔ قیامت اسوقت تک نہ ہوگی جب تک دوس کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ کے اردگرد نہ حرکت کریں۔ یعنی جب تک کہ وہ بت پرست نہ ہو جائیں۔

تصرفات میں مشرکانہ اعتقاد ۔ کفار نے جو یہ سمجھ رکھا تھا کہ یہ ہمارے سینکڑوں معبود خدا کے یہاں ہماری سفارش اور شفاعت کرینگے۔ اسی سبب سے ان پر بھینٹ چڑھاتے تھے ان کیلئے نذریں مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتقاد کی تردید کی اور فرمایا قُلْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ۔ کہدے اے محمد اللہ ہی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اس آیت سے واضح ہوگیا کہ اس کے تصرف میں کوئی شریک نہیں اور جن کو یہ سب پکارتے ہیں وہ تو نقصان و نفع حیات و ممات کسی چیز کے مالک نہیں۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ ظَھِیْرٍ۔ کہدے اے محمدؐ ذرا تم ان کو پکارو جو ذرہ بھر کے مالک نہیں نہ آسمان میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کے لئے ان دونوں میں کوئی ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا بازو ہے۔ وہ معبودان باطل جو ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ان سے یہ کیسے توقع قائم کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے پوجنے والوں کو بخشوائیں گے اور عذاب سے بچائیں گے پس معلوم ہوا کہ خدا اور بندے کے درمیان جو واسطے قائم کئے گئے ہیں وہ سراسر غلط اور جھوٹ ہیں حضورؐ جیسی ذات جو افضل الانبیاء ہیں فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتے جب آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص عام سب کو پکارا اور فرمایا اے کعب بن لوی کی اولاد اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے چھڑاؤ میں تمہارے لئے اللہ کے یہاں کام نہ آؤں گا۔ اور اے کعب بن مرہ کی اولاد اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو چھڑاؤ میں اللہ کے یہاں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں اور اے بنی عبد مناف اور اے بنی ہاشم اور اے بنی عبد المطلب اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچاؤ اسلئے کہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں اور اے فاطمہؓ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچا اسلئے کہ میں یقیناً اللہ کے یہاں (بغیر اذن الٰہی) تمہارے کام نہ آؤنگا جب حضورؐ نہیں کچھ کر سکتے تو پیرومرشد کیا کر سکتے ہیں۔ خدا کے ہاں بغیر اجازت کوئی کسی کی شفاعت ہی نہیں کر سکتا۔ یہ ہے اسلام کی سچی اور صحیح توحید جس میں درمیانی واسطوں کو کاٹ دیا گیا ہی اور خدا ہی پر توکل کا حکم دیا گیا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ بندہ اپنی ساری ضرورت کی چیزوں کو اللہ سے مانگے حتی کہ نمک اور جوتے کا تسمہ جب ٹوٹ جائے (مشکوٰۃ) یہ حدیث کسقدر صاف اور ستھری ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں اللہ کی مدد ضرور طلب کرنی چاہئے اور کسی غیر سے کسی چیز کی درخواست نہ کرنی چاہئے۔ آپ سے خدائے برتر نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ۔ اگر تم اے محمد شرک کروگے تو تمہارے سارے عمل ضائع اور بیکار ہو جائیں گے۔ اور فرمایا وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (یونس) اور مت پکار اللہ کے علاوہ اس چیز کو جو تجھے نہ نفع پہنچاسکتے اور نہ نقصان پس اگر تو نے ایسا کیا تو اسوقت یقیناً تو ظالموں میں سے ہوگا۔ یہ ساری آیتیں بتلاتی ہیں کہ عبادت میں شریک ٹھہرانا اور خدا کا ساجھی بنانا

بہت بڑا جرم ہے۔

علم میں شریک ٹھہرانا۔ جولوگ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کو کسی دوسری ذات کیلئے بھی ثابت کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل کہدے اے محمد کہ آسمان وزمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی سوائے خدا کے غیب کو نہیں جانتا اس آیت سے واضح ہوا کہ اللہ کے سوا کسی نبی ولی پیر فقیر کو علم غیب حاصل نہیں اور فرمایا وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰه ۔غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

ایک خطرناک غلطی کا ازالہ۔ بہت سے بے باک اور بے علم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ علم غیب جانتے تھے اس لئے کہ آئندہ کی ایسی چیزوں کی خبر دی جسکو لوگ نہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کی کئی آیتوں میں تردید کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غیب کا علم صرف خدا ہی کو ہے اور کسی کو نہیں قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون (اعراف) کہدو کہ میں اپنی جان کا مالک نہیں ہوں نفع اور نقصان میں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں علم غیب جانتا تو میں یقیناً بہت سی بھلائیاں کر گذرتا اور مجھے کوئی تکلیف بھی نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ڈرانے اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں۔ اس آیت میں علم غیب کے نہ جاننے پر دلیل بھی بیان کر دی گئی اور حدیثوں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور کو مکہ اور طائف والوں نے تکلیف پہنچائی اور احد میں چار دندان مبارک شہید ہوئے۔ اور مسنی السوء کے تحت میں داخل ہوئے۔ پس معلوم ہوا کہ علم غیب حضور نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش کو اتارتا اور جانتا ہے جو کچھ کہ مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس ملک میں مریگا آیت معلوم ہوا کہ سوائے خدا کے ان امور خمسہ کو کوئی بزرگ کوئی پیشوا کوئی ولی نہیں جانتا اور جو دعویٰ کرے وہ یقیناً کذاب ہے درحقیقت غیب یہی امور خمسہ ہیں اور ہوں بھی تو اس کے ملحقات سے ہیں۔

پھر ان نفوس کو کیا ہوا جو آنحضور کے متعلق افتراپردازی کرتے ہیں ان قلوب کو کیا ہوا جو اس مسئلہ کو بنظر عمیق نہیں سوچتے اور ان کانوں کو کیا ہو جو حق بات سننے سے ناآشنا اور عاری ہیں سنو اور غور سے سنو۔ حضور فرماتے ہیں واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی وبکم۔ قسم خدا کی میں نہیں جانتا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور سنئے ایک جگہ لونڈیاں کچھ اشعار گانے لگیں اور یہ پڑھنے لگیں۔ وفینا نبی یعلم ما فی غد۔ یعنی ہم میں ایسا نبی ہے جو کل کی بات کا جاننے والا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین۔ تو اس قول کو چھوڑ دے اور وہی کہہ جسکو کہتی تھی۔ پس جو لوگ اس خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں ان کو چاہئے کہ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور حقیقت کو معلوم کریں۔ حضور سے محبت کے یہ معنی نہیں کہ جو اوصاف ان میں نہیں اسکو بھی ثابت کریں جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے کیا۔ لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ۔ حضور نے فرمایا کہ